Rooh-e-Tahqeeq, Vol.03, No.02, Serial No. 08, April-June 2025

پاکستان میں نثری نظم

Prose Poem in Pakistan

Mehreen Julies
BS Urdu, Kinnaird College for Women, Lahore
mehreen.julies@gmail.com

Bushra Sheereen
Assistant Professor of Urdu, Kinnaird College for Women, Lahore
bushra.sheereen@kiannaird.edu.pk

Abstract:
The prose poem represents a contemporary form of poetry, and I have chosen this topic due to my strong interest in poetry. Prose poem is a modern and innovative form of poetry which originated in Urdu literature, influenced by France. Presently, the prose poem is also gaining traction in Pakistan. In this research paper we will critically evaluate the occurrence and dominance of this form of poetry with respect to the famous Pakistani Prose Poets mainly, Tabassum Kashmiri, Saadat Saed and Zia-ul-Hassan.

Key words:
Prose poem, Optimism, Depression, Motivation, Child Labor, Women, Life, Love, Political agenda

اردو ادب میں نثری نظم کی روایت

نظم ایک ایسی صنفِ سخن ہے جس میں کسی خیال کو مسلسل بیان کیا جاتا ہے۔ نظم کے معنی موتی پیرونے کے ہیں‘ جس طرح موتی پیرو کر ہار بنایا جاتا ہے اُسی طرح اشعار جوڑ کر نظم بنائی جاتی ہے۔ اردو میں باقاعدہ نظم نگاری کا آغاز اٹھارویں صدی عیسوی میں ہوا۔ نظم کی چار اہم قسمیں ہیں: پابند نظم، آزاد نظم، معرا نظم، نثری نظم

نظم سے مکمل واقفیت کے لیے گو سب اصنافِ نظم اہم ہیں۔ مگر اس ریسرچ آرٹیکل میں ہم نثری نظم اور اس کے ارتقائی مراحل کا جائزہ لیں گے۔

نثری نظم

نثری نظم ایک ایسی صنفِ نظم ہے جو کہ فرنسیسی ادب سے انگریزی اور نگریزی ادب سے ہوتے ہوئے اردو ادب میں پہنچی اور مقبولیت کی ایک منزل طے کی۔ اس صنفِ نظم میں شاعر بنا کسی پابندی کے اپنے خیالات کو شاعری کے کینوس پر پیش کرتا ہے۔ یہ نظم نثر کے قریب ہے۔ گو بحر کے ارکان کی پابندی سے نظم میں پیدا ہونے والی ترنم سے نثری نظم یکسر محروم رہتی ہے تو بھی یہ ایک باقاعدہ صنفِ نظم ہے۔ ہمارے مشرقی شعرا اور ادیب اس سچائی سے بخوبی واقف تھے کہ مغربی ادب میں مشرقی ادب پنپنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اسی سوچ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہمارے شعرا نے مغربی ادب کے تراجم کیے، مغربی ہیبت کو اپنایا اور اسے اُردو ادب میں شامل کر کے مشرقی ادب کو وسیع کیا۔ سر سید احمد خان کے بقول:

> ”اپنے کلام کو نیچر کی طرف مائل کرو۔ جس قدر کلام نیچر کی طرف مائل ہو گا اتنا ہی مزہ دے گا۔ اب لوگوں کے طعنوں سے مت ڈرو۔ ضرورت ہے کہ انگریزی شاعروں کے خیالات لے کر اُردو زبان سے ادا کیے جائیں۔“(۱)

نثری نظم بھی مغرب سے مشرقی ادب کی زینت بنی۔ اس کی ابتدا فرانس میں ہوئی۔ یہ صنف ۱۴۶ سال پرانی ہے۔ نثری نظم جدید نظم ہے۔ فرانسیسی شعرا دراصل اپنے تجربات کے توسط سے زندگی کے جبری حلقے سے باہر نکلنا چاہتے تھے۔ فرانسیسی شعرا کے نزدیک فن حقیقت کی نقل یا اس کی بدل نہیں بلکہ احساس حقیقت کے کرب کا شدید تر ہونا ہے۔ ان جذبات کی ترجمانی قافیہ ردیف اور شاعری بحر و عروض کی حدود میں رہ کر کرنا شعرا کے لیے اصل فکر سے توجہ ہٹا دینے کے مترادف تھا۔ ہیئت کی پابند شاعری اُن کے نزدیک محض آرائشی الفاظ کے غلافوں میں لپٹی صنف کے مترادف بن چکی تھی۔ فرانسیسی شعرا کے مطابق معنی سے پرے الفاظ کی تزئین کو بھی شاعری سمجھا جانے لگ گیا تھا۔ اسی سوچ کی نفی اور جذبات کی عکاسی کے لیے تمام بندشوں سے آزاد ایک ربط میں بہتی نثری نظم کا آغاز ہوا۔ نثری نظم کے متعلق کہا جاتا ہے:

"نثری نظم شاعری کی وہ صنف ہے جس کا خارج تو نثر کے پیرائے میں ہو مگر اپنے اعتبار سے شعری ہو۔"(۲)

نثری نظم کی تیز رفتاری واقعاتی بیان سے الگ موسیقی کے بہاؤ کی طرح ہوتی ہے۔ مقبولیت کے برعکس ناقدین نے اس صنف پر تنقید بھی کی۔ نقادوں کے مطابق یہ صنف تکنینک میں فلمی تراشوں کی طرح ہے جہاں یکے بعد دیگرے مناظر "پر کٹ" ہے۔ جس سے کوئی مربوط سلسلہ تو قائم نہیں ہوتا مگر پھر بھی یہ شاعری کو بنیادی بندشوں سے باہر نکلنے کی سعی کرتی ہے۔ ایذرا پاؤنڈ نے نثری نظم کے بارے میں اپنے مضمون (A Retrospect A Few Don't) میں یہ لکھا ہے کہ:

"نثری نظم فکر و احساس کی تہوں کو ایک ہی لمحے کی کیفیت میں سمیٹنے کے مترادف ہے۔"(۳)

نثری نظم جدید دور کی آزاد نظم ہے جس میں استعارات اور شبیہ (Images) کا استعمال ایک اہم عنصر ہے۔ یہ صنف مسلسل جاری رہنے والی قوتِ متخیلہ سے اُبھرتے الفاظ کا تسلسل ہے۔ ورڈزورتھ کے مطابق:

"شاعری بے ساختہ جذبات کا بہاؤ ہے۔"(۴)

کچھ نقادوں نے شاعری کی اس صنف نثری نظم کو محض تخلیق شعر کا حادثہ کہا ہے۔ مشرقی نثری نظم کی تاریخ اور تخلیق میں اہم کردار ترجموں کا بھی رہا ہے۔ پطرس بخاری کا کہنا ہے:

"انگریزی پڑھو اور اُردو لکھو۔"(۵)

نثری نظم باقاعدہ ایک صنف کے طور پر موجود ہے۔ دورِ جدید میں نثری نظموں کا مطالعہ بلاواسطہ فرانسیسی شعرا سے عربی، فارسی شعرا سے ہوتے ہوئے ہمارے یہاں سجاد ظہیر سے انیس ناگی تک کے عہد کے لوگوں تک پہنچی۔ دیگر جن شعرا نے نثری نظم کے فروغ میں اپنی خدمات انجام دیں ان میں افتخار جالب' قمر جمیل' زاہد ڈار' کشور ناہید' احمد ہمیش' عباس اطہر' عذرا عباس' افضال سید' سارا شگفتہ' ذیشان ساحل، سحر انصاری اور جاذب قریشی وغیرہ شامل ہیں۔

نثری نظم کا ارتقا:

نثری نظم تقریباً ڈیڑھ سو سال پرانی صنفِ نظم ہے جس کا آغاز فرانس میں ہوا۔ اُردو شاعری میں نثری نظم سے قبل نظم معرا اور آزاد نظم مقبول رہی ہیں۔(۶)

بے قافیہ نظم کو نظم معرا کہا جاتا ہے۔ جس کا آغاز عبد الحلیم شرر سے ہوا۔ وہ فرانسیسی اور انگریزی دونوں زبانوں سے واقف تھے۔ ان کے بعد اسمٰعیل میرٹھی اور وہ شعرا آتے ہیں جنھوں نے انگریزی کی بے

قافیہ نظموں کی مثالیں مدِ نظر رکھتے ہوئے آزاد نظمیں لکھیں اور تراجم کیے۔ان شعرا میں عبد الرحمن بجنوری، سجاد حیدر یلدرم، سید ہاشمی فرید آبادی جیسے نام مقبول ہیں۔

مغربی شاعری یونانی زبان سے ہوتی ہوئی لاطینی ' اطالوی ' فرانسیسی ' ہسپانونی ' جرمن سے انگریزی میں آئی اور انگریزی سے یہ شاعری اُردو زبان میں متعارف ہوئی۔بعض شعرا نے ہیئت کو زیرِ نظر رکھ کر شاعری میں تجربات کیے اور کچھ نے تراجم کیے۔مغربی اثر سے آزاد اور معرا (بے قافیہ) نظموں کے بعد نثری نظم نے سر اُٹھایا اور مقبولیت حاصل کی۔

چونکہ نثری نظم کا آغاز فرانس سے ہوا وہاں کے شعرا نے شاعری کو نہ صرف آرائشی الفاظ کے غلافوں سے پُر کرنے کے مترادف سمجھا بلکہ کئی شاعروں نے جو انیسویں صدی کے اختتام اور بیسوی صدی کی ابتدا میں آئے ان کی غالب تلاش اپنے تجربات کے تسلسل میں معنی کی طرف رخ کیے ہوئے تھی۔اسی سوچ کے زیرِ اثر شعرا آزاد نظم کی طرف بڑھے اور زندگی کے تیز رفتار معمولات کی وجہ سے نثر و نظم کی حدیں ختم ہوگئیں اور الفاظ کی آمد رفت کا سلسلہ نظم سے نثر و نظم کی طرف رخ کر گیا۔ابتدا میں تو یہ رجحان فرانسیسی نثر و نظم تک رہا اور پھر دوسری یورپی زبانوں سے ہوتے ہوئے انگریزی میں آیا۔

نثر کی ہیئت اور رفتار میں ٹھہراؤ پایا جاتا ہے جوکہ اپنی ادائیگی میں کہیں بھی رُک سکتی ہے اور کہیں بھی عروجی معنویت اختیار کر سکتی ہے۔نثر میں بڑی اثر پزیری پائی جاتی ہے۔یہ مختلف تاریخی اور معارشرے کے طویل موضوعات جملوں میں ادا کر دیتی ہے۔ہمارے یہاں مشرق میں بھی نثر کی شعری فکر کا عمل دخل رہا ہے۔ساتھ ہی ساتھ مغرب میں بھی شاعری میں نثر کی انشار ہی ہے۔جو کہ ہم داستانوں میں دیکھ سکتے ہیں۔جب منشیانہ قلم تیزی دکھاتا ہے تو اشعار بھی ڈھلنے لگتے تھے۔الفاظ کی اس بے تکلفی اور آزادی سے نثر کا شعرپیر ائے میں داخل ہونے کی وجہ سے آزاد نظم بہت مقبول ہوچکی تھی۔یہاں تک کہ فرانس میں نثری نظم رابطے کی نمائندہ تھی۔تاریخی اعتبار سے فرانس میں نثر ی نظم ایک نئی ہیئت کی تلاش کا ذریعہ تھی۔نثری نظم کی خصوصیت اس کا حادثی قالب اور تنوع خیال ہے۔فن کے لحاظ سے نثری نظم اصناف سخن کا کوئی منطق تسلسل نہیں رکھتی بلکہ تجربوں کے تقاضے ذاتی اور شخصی موضوعات بیان کرتی ہے۔ایسی خصوصیات کی بنا پر یہ ایک الگ صنف کا درجہ اختیار کر گئی ہے۔نثری نظم دراصل اس عارضی کیفیت کی حوالہ ترجمانی کرتی ہے۔(۷)

ایسی مثالیں ہمیں برٹ ریڈ اور بودیلئر کے ہاں ملتی ہیں۔ان کی نظموں میں زندگی کی ایک نئی تصویر کا تصور زیر غور ہے۔بودیلئر نے سات نثری نظمیں کہیں جو کہ ۱۸۵۵ ء سے۱۸۶۴ء کے درمیان شائع ہوئیں۔اس کے برعکس راں بو کی نظموں کی کوئی خاص ہیئت نہیں ہے۔انھوں نے نثری نظم کو پروان چڑھانا چاہا مگر ناکام رہے۔جس کی نفی خو د راں بو نے کی۔اس بارے میں ایذ راپا ونڈنے کہا:

"نثری نظم فکر واحساس کی تہوں کو ایک لمحے کی کیفیت میں سمیٹنے کے مترادف ہے۔"

اردو ادب بالخصوص شاعری میں ہمارے اہم شعرا نے اپنی تاریخ وتہذیب کے لحاظ سے نثری نظم کے طریقے کار اور ہیئت کی تبدیلیوں کو قبول کیا۔ترجمے تاریخ میں ایک اہم جزو رہے ہیں جو کہ نثری نظم میں بھی لاگو ہوئے۔بعدازاں نثری نظم ہماری شاعری کا ایک اہم حصہ بن کر اُبھری۔نثری نظم کی تاریخ بتاتی ہے کہ اس صنف کی تخلیق مغربی شاعری کے نمونوں کی عدم موجودگی میں نہیں ہوسکتی تھی۔اس لیے ہمارے شعرا نے بھی فرانسیسی اور دیگر یورپی زبانوں کی شاعری کوملحوظ رکھتے ہوئے نثری نظم کو اپنایا' انہیں تشکیل دی اور یوں اس صنف کا ہمارے یہاں آغاز ہوا۔قمر جمیل'کشور ناہید' افتخار جالب'انیس باگی اور ان کے ہم عصر شعرا کا کلام قابل مطالعہ ہے۔

اہم نثری نظم نگار شعرا کا مطالعہ

نثری نظم کے ارتقائی مراحل پر غور کرنے کے بعد اُن اہم شعرا کا جائزہ ازحد ضروری ہے جن کے فکر و افکار کے زیرِ اثر نثری نظم کی عمارت تعمیر ہوئی اور مقبولیت کی سڑھیاں چڑھی۔چونکہ ہم اُردو نثری نظم کا جائزہ لے رہے ہیں اس لیے یہاں ہم پاکستان کے معروف شعرا کی بات کریں گے۔

گوپاکستان میں نثری نظم نگاروں کی ایک لمبی فہرست موجود ہے۔جن میں بہت سے شعرا اور شاعرات شامل ہیں۔ان سب کا تجزیاتی مطالعہ تو ممکن نہیں تاہم صنف نثری نظم سے واقفیت کے لیے ہم اہم شعرا کا فکری وفنی جائزہ لیں گے جن کی وسعت خیالی سے شاعری کی یہ قسم باقاعدہ صنف کی حیثیت حاصل کر پائی۔ نثری نظم ایک ایسی صنف ہے جس میں تخیل پر کوئی روک ٹوک نہیں ہوتی نہ ہی قافیہ'ردیف کی حدبندی۔ اس بنا پر شاعر بالواسطہ اپنے خیال میں آنے والی ہر حقیقت کو بیان کردیتا ہے جو کہ قمر جمیل کی بیشتر نثری نظموں کا خاصا رہی ہے۔"چیتو ااور سورج'سورج سے آگے اک جنگل' جنگلی لڑکیو ں کے نام' اگر تم ان چناروں سے کہو گے' پہاڑی کی آخری شام' لڑکیاں اورسمندر"وغیرہ ان کی مقبول نظمیں ہیں۔قمر جمیل کے ہاں غیر متمدن انسانوں کے دور کی جھلکیاں اور ساتھ ہی ہندو دیو مالائی فضا کا ماحول بھی ملتا ہے۔نیزان کی نثری نظموں میں علامات اور تشبیہات کا استعمال کثرت سے ملتا ہے جن میں درختوں کے سائے' جنگل اور ویرانے' پھول اور جنگلی لڑکیاں وغیرہ شامل ہیں۔ان کی نظموں میں مختلف قسم کی امیجز(Images) چھائی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ پاکستانی نثری نظم نگاروں میں ایک اہم نام "عارف عبدالمتین" ہے۔انھوں نے انسانی زندگی کے مسائل اور معاملات کو شخصی حوالے سے اپنا موضوع خاص بنایا۔

عبدالمتین کی نثری نظمیں "نئی مہم' نئی ذمہ داری اور گھر میں وہ بھی تھی" انسانی زندگی کی حقیقت' انسانی جدوجہد جو کہ نسل در نسل سے چلی آرہی ہے بیان کرتی ہیں۔ان کی نظمیں انسانی ننگ ووجود کا مظہر ہیں۔ ان کی نثری نظمیں انسانی زندگی اور مسائل کی عکاسی کرتی ہیں۔جوباوجود اپنی کٹھنا یوں کے مسلسل جاری رہتی ہے۔ان کی نظمیں سادہ' عام اور سلیس ہیں جن میں کوئی ابہام موجود نہیں بلکہ سادہ مہم ہیں۔نثری نظم نگاروں میں ایک اہم نام "انیس ناگی" ہے۔ان کی نظموں میں موجود ہ دور کے انسانی مسائل اور بے چار گی موضوع سخن رہا۔انھوں نے تعصبات رنگ ونسل اور ساتھ ہی انسانی کرب کو بطور موضوع اپنایا۔

ہمارے مشرقی شعرا میں خواتین کا نام بھی قابلِ احترام رہا ہے۔خواتین نثری نظم نگاروں میں "کشورناہید" اہم اور ممتا ز حیثیت کی حامل رہی ہیں۔ان کی نثری نظمیں عورتوں اور ان کو درپیش مسائل کی نمائندہ رہی ہیں۔وہ مرد اور اُن کی زیادتیوں کے خلاف صدائے احتجاج بھی بلند کرتی نظر آتی ہیں۔"دوسری پیدائش"، "ایک کہانی"، اور"انٹی کلاک وائز" اس ضمن میں ان کی مقبول نظمیں ہیں۔اس احتجاج بلند کے باوجود انھوں نے مرد اور عورت کے درمیان فطری کشش کو نظر انداز نہیں کیا۔

"مگر سنو
میرے اندر کی موجیں جب تمہیں پکارا کریں
آجا یا کرو"۔ (سمندر کی پیاس کا بلاوا)

کشور ناہید اس بات کی بھی ترجمانی کرتی ہیں کہ اگر مادی ضروریات پوری نہ ہوں تو محبتیں مر جاتی ہیں۔

"مجھے گزشتہ غموں کو رخصت کرنے سے
اتنی فرصت نہیں ملتی
کہ میں تازہ غموں کا شمار کرسکوں۔" (سمندرتو ایک آنسو ہے)

ان کی نثری نظموں میں خوبصورت امیجز ملتی ہیں اور زیادہ تر ان کے یہاں معاشرے میں ہونے والے حالیہ موضوعات نمایاں ہیں۔کشور ناہید کے علاوہ نثری نظم نگار خواتین میں "شائستہ حبیب" کا نام معروف ومقبول ہے۔ان کے طبع آزماموضوعات میں "محبت"اہم ہے۔ان کی نظموں میں مستقبل سے زیادہ اہمیت دور حال کو حاصل ہے۔

"تم یہ نہ کہو کہ یہ ملنا آخری ملنا ہے۔
تم نہ ملو گے
تو کیا میں بھی نہ ملوں گی؟" (تم نہ ملو گے)

نیز انھوں نے معاشرے میں بچوں پر ہونے والے مظالم کو سمجھا اور اپنے قلم سے اس پر روشنی ڈالی۔بچوں کی مزدوری (Child Labour) جیسے حساس موضوع ان کے ہاں اہم رہے ہیں۔جس کی مثال انکی نظم "ننھے فرشتے" ہے۔بچوں کے علاوہ وہ معاشرے میں موجود غریب افراد کی مفلسی، ضروریات اور حالات کو بھی ترجیح دیتی ہیں۔جس کی عکاسی ان کی نظمیں "سوال مت کرو"اور "خداؤں کا رزق" کرتی ہیں۔بحیثیت عورت شائستہ حبیب نے عورتوں کی آزادی کو بھی موضوع بنایا۔جس کی ترجمانی "Do or Die"اور"آؤ مل کر روئیں" کرتی ہیں۔شائستہ حبیب کی نظمیں مجموعی طور پر موثر اور خوبصورت ہیں۔

ان شعرا کے علاوہ حفیظ صدیقی،عبدالرشید، ثروت حسین،فاطمہ حسن،سارہ شگفتہ وغیرہ کی کاوشوں اور روشن خیالی سے یہ صنف باقاعدہ وقار حاصل کر سکی۔نثری نظم سے مزید واقفیت کے لیے نثری نظم کے اہم تخلیق نگار شعرا کی نظموں کا تفصیلی جائزہ لیں گے۔جن میں سعادت سعید،تبسم کاشمیری اور ضیاء الحسن اہم شعرا ہیں۔

اہم نثری نظم نگاروں کا فن

تبسم کاشمیری

پاکستان میں نمایاں نثر ی نظم نگاروں میں ایک نام تبسم کاشمیری ہے۔انھوں نے متعدد نثری نظمیں لکھیں۔نثری نظم دراصل مغربی صنف نظم ہے۔جسے مشرقی شعرا نے کھلی بانہوں سے گلے لگایا۔تبسم کاشمیر ی کی زندگی کا زیادہ تر حصہ جاپان میں گزرا ۔وہ مغربی تہذیب سے باخوبی واقف تھے۔انھوں نے ذاتی طور پر مغربی فطری مناظر دیکھے اور یہی مناظر ان کی نثری نظموں کا موضوع بنے۔

تبسم کا شمیر ی کی نظمیں مثبت رویے کا مظہر ہیں اور ان کے ہاں موضوعات میں تنوع اور وسعت پائی جاتی ہے۔مایوسی بھی ان کی نثری نظموں پر طاری دکھائی دیتی ہے لیکن وہ جلد ہی مایوسی پر غالب آتے اور نئی امیدوں پر کھڑے نظر آتے ہیں۔اگر انکے موضوعات میں تنوع پر نظر کریں توہمیں "محبت کی پرزور فضا،جنسی کشش، تنہائی، یادیں،پردیسیوں کا کرب،محبوب سے شکوہ،ناکام محبت" جیسے نوع موضوعات نظر آتے ہیں۔گووہ اکثر مایوس نظر آتے ہیں مگر وہ ہمیشہ امید کے انتظار میں کوشاں بھی رہتے تھے جو کہ ان کی نثری نظم "رات بھر کی سوچ، نئے موسم کے منظر، ہوا بہہ رہی ہے، ہوائیں چلیں"میں واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے

"نئے گھاس کی پتیاں اگ رہی ہیں
ہوا پہ زمینوں پہ اورپانیوں پہ
نئے چاند کی روشنی گر رہی ہے"(نئے موسم کے منظر)

مایوسی کے بعد اُمید کے برآنے کی خوشی کا اظہار بھی تبسم کاشمیری نہایت سلیس اورخوبصورت انداز سے کرتے ہیں۔"بہار کا چانداور پرندے گیت کا" اس کا اہم حوالہ ہیں۔

"چاند بہار کا چمک رہا ہے
جھیل کے اجلے پانی پر
تالابوں میں برف ہے پگھلی
سرخ ہوا میں شور مچا
باغوں میں خوشبو ہے پھیلی"   (بہار کا چاند)

تبسم کاشمیری کی شخصیت میں موجود نااُمیدی کی عکاسی ان کی نظم "وہ ساحل شب پہ سوگئی تھی، اور کاسنی پیڑوں پہ اکیلی فاختہ" کرتی ہیں۔تاہم وہ نااُمید ی میں بھی اُمید کا دامن نہیں چھوڑتے اور جلد ہی اپنی خوشی کا اظہار بھی کرتے نظر آتے ہیں۔جس کی جھلک "جاگ گئے ہیں پھر سے ساحل اور بانس کے پیڑوں پہ بہار کا چاند" میں نظر آتی ہے۔

"جاگ گئے پھر سے منظر
پھر سے رس ہونٹون پر اترا
پھر اک لہر سی آنکھ میں ابھری
پھر اک خوشبو دور سے چمکی"   (جاگ گئے ہیں پھر سے ساحل)

ناامیدیوں کے باوجود شاعراپنا مثبت رویہ بر قرار رکھتے ہیں اور ایک Optimistic انسان کی حیثیت سے سامنے آتے ہیں۔جس کا حوالہ ان کی نظم ”بانس کے پیڑوں پہ بہار کا چاند“ میں نمایاں ہے۔

”سبز بانسوں کے جنگلوں سے
بہار کا چاند جھانکتا ہے
مرے بدن سے، مرے لہو سے
بہار کا چاند جھانکتا ہے
میرے ہاتھوں سے، انگلیوں سے
بہار کا چاند جھانکتاہے“ (بانس کے پیڑون پہ بہار کا چاند)

مایوسی اور اداسی (Depression) بھی تبسم کاشمیری کے ہاں ایک اہم موضوع رہا ہے جو کہ ان کی نظموں ”ایک گم شدہ پرندہ، بانس کے جنگل، رات بھر بہتا پانی، پرندہ آج تنہا ہے، زرد موسم میں اداس دن، اور خزاں کے پرندے“ سے عیاں ہیں۔

”خزاں کے پرندے
سلیٹی ہواؤں کے ان دیکھے رستوں پہ
اُڑنے لگے ہیں
خزاں کے پرندے“ (خزاں کے پرندے)

مایوسی کے گہرے بادل بھی شاعر کے اندر کی خوشی اور انکا مثبت رویہ دبانہیں پاتے۔

”ہم بھول گئے تھے جو موسم
وہ موسم پھر سے آئے ہیں“ (وہ موسم پھر سے آئے ہیں)

تبسم کاشمیری ایک حوصلہ مند انسان ہیں اور شکستگی سے ہار نہیں مانتے بلکہ جرأت سے وہ حالات کا سامنا کرتے نظر آتے ہیں۔جس کا حوالہ اُن کی نظموں ”چلتی ہے یاد کی ہوا اور ایک یاد کی دستک چھوڑ آئے ہیں“ میں ملتا ہے۔

”ہم چھوڑ آئے
اس گھر کی بیلوں کے نیچے
سب خواب پرانے چھوڑ آئے“ (اک یاد کی دستک چھوڑ آئے)

محبت اور جنسی کشش ہر دور میں غزلوں اور نظموں کا اہم موضوع رہا ہے۔جسے تبسم کاشمیری نے بھی اپنی نثری نظموں میں موضوع سخن بنایا۔ان کی نظموں ”ایک جاپانی لڑکی، سرخ ہوا میں ساکت لڑکی، شجر کے سائے میں ایک لڑکی، ساحلی آنکھیں، چاند کہاں اترا ہے، سبز موسم میں ایک ساکت چہرہ، کون ہے یہ ساتھ ساتھ، کون ہے یہ“ وغیرہ اہم ہیں۔

”اس کا پہرہ پتوں جیسا
اس کا جسم ہے

ہلکے زرد گلابوں جیسا
رات کو چپ بہنے والا
دریاؤں کے پانی جیسا
اس کی آنکھیں جھیلوں جیسی
ریشم جیسی
اور سیال ہواؤں جیسی
وہ لڑکی ہے نرم ملائم پتوں جیسی"   (ایک جاپان لڑکی)

"چاند اترتا ہے
ڈھلوانوں کے چشموں پہ
چاند اترا ہے
اس کی آنکھ میں
اس کے سانس میں
اس کے جسم میں
اس کے جسم کے
ہلکے کاسنی منظر میں" (چاند کہاں اترتا ہے؟)

چونکہ تبسم کاشمیری نے اپنی بیشتر زندگی جاپان میں گزاری انھوں نے اپنی نظموں میں پردیسیوں کے کرب اورپردیسیوں کو مغربی ممالک میں پیش آنے والے مسائل کو بھی اپنا موضوع بنایا جس کی خونصورت منظرکشی ان کی نظموں میں دیکھی جاسکتی ہے۔چونکہ وہ خود اس کرب سے گزرے انھوں نے اسے اپنی زبانی اور اپنی نظموں "مغربی تالاب کا پنچھی اور ایک گمشدہ پرندہ" میں بیان کیا ہے۔

"شور کرتے پھڑپھڑاتے
پنچھیوں کے قافلے
رات کے منظر میں اترتے
مغربی تالاپ پر"   (مغربی تالاب کا پنچھی)

جہاں تبسم کاشمیری نے محبت اور جنسی کشش کو موضوع بنایاوہیں انھوں نے محبت میں ناکامی پر بھی طبع آز مائی کی۔محبوب سے شکوہ اور مطالبہ بھی ان کی نظموں میں موضوع رہا ہے۔تبسم کاشمیری ایک مثبت سوچ اور Optimistic شخصیت رکھتے تھے وہی رویہ ان کی نظموں میں جھلکتا ہے۔انھوں نے خوابدیدہ آنکھیں اور ان کے خوابوں کی تکمیل کو بھی موضوع بنایا۔جس کا ذکر ان کی نثری نظموں "خواب میں ایک زرد چہرہ' خواب کے دریا میں ایک لڑکی'وہ دیکھ رہی ہے کاسنی خواب" میں ملتا ہے۔

اسی مثبت رویے کے پیش نظر وہ نوجوان نسل کی بھی ہمت بڑھاتے اور انھیں Motivate کرتے نظر آتے ہیں جو کہ جدید شاعری کا عکس ہے۔"پرندے کی چیخ، اور نئے موسم کے منظر"اس حوالے سے اہم ہیں۔

"کچھ چہرے
کچھ آوازیں
یاد کرو کچھ یاد کرو
اس آنکھ کے صحرا کے اوپر
کچھ منظر پھر آباد کرو" (کچھ منظر پھر آباد کرو)

مجموعی طور پر تبسم کاشمیری کے ہاں موضوعات میں تنوع پایا جاتا ہے۔انھوں نے اپنی نثری نظموں میں سادہ اور سلیس زبان کے استعمال سے امیجز میں فراوانی اُجاگر کی۔انھوں نے جدید اور نئ نظم کی تکنیکات کے استعمال سے نثری نظم کی مقبولیت میں ایک اہم کردار ادا کیا۔انھیں جدید تکنیکات اور موضوعات میں تنوع اختیار کرکے تبسم کاشمیری نے اردو نثری نظم کا کینوس وسیع کیا جس سے اس صنفِ نظم کو پاکستان میں فروغ حاصل ہوا۔

سعادت سعید

سعادت سعید نثری نظم نگاروں میں ایک مشہور ومعروف نام ہے۔یہ عصرِ حاضر کے متنوع موضوعات سمیٹی ہوئی نظموں کے خالق ہیں۔ان کی بنیادی نظموں میں بیشتر ایسی نظمیں ہیں جو نسل انسانی کو درپیش مسائل بیان کرتی ہیں۔ان کی نظمیں وسائل سے محروم شخص کی محرومیوں کی ترجمان ہیں۔جس کاایک نمونہ اُن کی اس نظم میں واضح ہوا ہے۔

"ہم سمندروں کی صورت بہنا چاہتے ہیں
لامتناہی شعلوں کی ریگذاروں پر
قدم رکھنا چاہتے ہیں
آدم خوروں کی پناہ گاہوں پر
آسمانوں سے گرتی
بجلیوں کی طرح
کرنا چاہتے ہیں
جاگنا، جینا
دھڑکنا چاہتے ہیں!" (ہماری خودکشی کی مدت)

ان کی نظمیں انسان کو ضروریاتِ زندگی سے محروم اور کرب سے دوچار ایک حساس ذہن کے طور پر پیش کرتی ہیں۔ ایسا انسان جو بھوک' افلاس' ننگ اور آفات کا شکار ہے۔اس کا ذکر انکی نظم "قیامت کی ساعت" میں ملتا ہے اس نظم میں انسان کا دکھ مضمر ہے۔

"آسمان کی قبر سے
قہر کا سورج برآمد ہوا ہے
خداؤں کے اندھے شگافوں کی جانب جائیں

کہ سڑکوں پہ مارچ کریں
باغوں میں ٹہلیں
کہ جلے کھیتوں میں قدم رکھیں
ہمارا مسکن کہیں بھی نہیں
اماں کی چھتریاں
ہمارے سروں پر نہیں ہیں
ہم سرتاپا پگھل رہے ہیں
سورج سوا نیزے پہ آگیا ہے!
گھروں‘درسگاہوں‘ تجارت‘مرکزوں‘ بینکوں
اور ایئرکنڈیشنڈ ہوٹلوں کی
دلدلوں پر سبز کائی جمی ہے
ہم پاتالوں میں
دھنسے چلے جارہے ہیں
ہمیں کون بچا سکتا ہے؟“ (قیامت کی ساعت)

انھوں نے اپنی نظموں میں حکمرانوں او ر اربابِ اختیارپر تنقید کی جو کہ غریبوں کے دکھوں کو دیکھ کر منہ پھیرلیتے ہیں اور عملاًکچھ کرنے کے بجائے انھیں سبز باغ دکھا کر ہی اکتفا کرتے ہیں۔اپنے مفاد کے لیے یہ حکمران عوام الناس کی آنکھوں میں بذرائع ابلاغ پر اپیگینڈہ کرکے دھول جھونکتے اور اپنے کاموں میں مگن رہتے ہیں۔

”تمہارے کانوں پہ تو
کمپیوٹر نے کارک فٹ کردیئے ہیں
پتلیوں پر لوہے کی پتریاں سجا دی ہیں
تمہیں کیا معلوم جبر کی ہواؤ!
تمہیں کیا معلوم!
انتڑیوں کے چراغ
بجھ رہے ہیں ہیں!
اعضا جسموں کی ڈالیوں سے
جھڑ رہے ہیں!“ (آخرِ شب کی تیز بے رحم ہواؤ)

انسان بھوک اور افلاس سے مجبور ہو کر زندگی سے سب تقاضے ختم کرتا جارہا ہے جس کا ذکر ہم ان کی نظم ”لاحاصل تمام رشتوں کا“ میں ملتا ہے۔ایسے حالات انسان کو نفسیاتی طور پرکمزور کرتے ہیں اور انسان پر مستقل نااُمیدی طاری ہوجاتی ہے جس کا ذکر ان کی نظم ”قیامت کی ساعت“ میں ملتا ہے۔ ان حالات سے

نڈھال انسان خود کشی ہی میں لذت اور اپنی منزل ڈھونڈتا دکھائی دیتا ہے جس کی عکاسی ان کی نظم "ہماری خودکشی کی لذت" کرتی ہے۔ان کی نظموں میں ایک خاص موضوع رشوت ستانی (Corruption) بھی رہا ہے۔ جس کاذکر ان کی نظم "ہم سورج کی مانند" میں ملتا ہے۔سعادت سعید نے غریبوں کو درپیش مسائل کو بے حد حساسیت سے دیکھا اور اپنی نظموں کا موضوع بنایا۔انھوں نے مزدور طبقے کی حمایت میں بھی نظمیں لکھیں اور امیروں پر سخت تنقید کی جو کہ مزدوروں کو اپنے پیروں تلے روند تے چلے جاتے ہیں۔اس حوالے سے ان کی نظمیں "میں جانتا ہوں، ہماری روحیں ----، ہمارے شہر پر' زندگی آبرو' اب شہرویرانے ہیں اور ستاروں کی چمکیلی" اہم ہیں۔

"لنڈا بازار
ہمارے حصے میں آیا
کپاس اور ریشم کے ذخیرے
غیروں کی ملکیت قرار دیئے گئے ہیں۔" (ہم سورج کی مانند)

سعادت سعید محب وطن انسان تھے انھوں نے وطن عزیز اور اپنی سرزمین پر آنے والے مسائل کو بھی اپنی نثری نظموں میں موضوع کے طو ر پر پیش کیا۔اس ضمن میں ان کی نظمیں "تمہاری مامتا کی قسم اور تیل کے سمندر روں کی" اہم ہیں۔

"تیل کے سمندروں کی جانب سے
اجنبی پرندے
چونچوں میں دفاعی معاہدے لئے
ہمارے گھر وندوں کی منڈیروں پر
گھونسلے بنانے لگے ہیں
ان کے کرخت پنجوں میں
نیپام بموں کے ٹکڑے ہیں۔"(تیل کے سمندروں کی)

جہاں انھوں نے مزدوروں کی سخت محنت اور زیادتی کو موضوع بنایا وہیں انھوں نے عورت کے مسائل اُس کی مظلومیت سے بھی منہ نہ موڑا بلکہ اسے اپنی نثری نظموں میں ایک موضوع بنا کر عورت کو درپیش مسائل کی طر ف قاری کی توجہ مرکوز کی جسکا حوالہ ہم انکی نثری نظم "زندگی کا ہے کو ہے اور اپنے تاریک کمرے کی -------" میں دیکھ سکتے ہیں۔

"اپنے تاریک کمرے کی
کنواری تنہائیوں میں
قوم کی لامتناہی بستروں پر
کروٹیں لیتی

دو شیزگی پر کیا قیامت گزرتی ہے
میں کیا جانوں؟"   (اپنے تاریک کمرے کی ------)

مجموعی طور پر سعادت سعید نے اپنی نظموں میں استعاروں اور علامتوں کے استعمال سے قاری کی بصری حس میں معنویت کی ترسیل آسان کرنے کے لیے خوبصورت امیجز اور خاکے لفظوں میں پیروئے۔گو ان کی نظموں میں عام بول چال اور آسان لفظ موجود ہیں جو قاری باآسانی سمجھ سکتا اور ان سے معانی اور مفہوم اخذکرنے کے قابل بنتا ہے۔انھوں نے اپنی نثری نظموں میں دور حاضر کے مسائل سادگی سے بیان کیے ہیں۔ انھوں نے کئی جگھوں پر انگریزی الفاظ کا استعمال کیا جو کہ عمومی طور پر ہماری روزمرہ زبان کا حصہ ہیں۔جن سے قاری کو اجنبیت کا احساس نہیں ہوتا۔سعادت سعید پاکستان کے ایک کامیاب نثری نظم نگار سمجھے جاتے ہیں۔

ضیاء الحسن

ضیاء الحسن کا شمار جدید نثری نظم نگاروں میں ہوتا ہے۔انھوں نے متعدد نثری نظمیں لکھیں اور اس صنف نظم کی مقبولیت میں اپنا کردار ادا کیا۔ضیاء الحسن کی نثری نظمیں معاشرتی مسائل کی ترجمانی کرتی ہیں۔ انھوں نے اپنی نظموں کے ذریعے زرعی معاشرتی نظام کی طرف متوجہ مرکوز کروانے کی کوشش کی۔انھوں نے معاشرے میں ہونے والے کھلے تضاد کی تصویر کشی کی۔انھوں نے نچلے اور بالائی طبقوں سے متعلقہ افراد کی طرزِ زندگی میں فرق کو موضوع سخن بنایا اور نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد اور ان پر ہونے والے مظالم کی مکمل طور پر عکاسی کی۔

ضیاء الحسن نے "وجود" جیسے بڑے عنوان کے ذریعے انسان کو خود شناسی کی طرف مائل کرنے کی کوشش کی۔اُن کی ذات میں موجود دور اندیشی سے انھوں نے معاشرے میں موجود مسائل اور ماحول کی کئی پرتوں کو نئی معنویت عطا کی۔انھوں نے محبت کو انسانی تناظر میں دیکھا جس کی ترجمانی ان کی نظمیں "آدھی روٹی اور پوری گالیاں'میں تمہارے لیے کیا کرسکتاہو' عبدالکریم کو بھوک بھی لگتی ہے' فصل کاشت کرنے تک" کرتی ہیں۔

"تم گندم اگاتے ہو
پالتے ہوا سے اپنے خون سے
بیوی کا زیور بیچ کر
اور بچوں کی بھوک سے
کاٹتے ہو تپتی دوپہروں میں
اور کھاتے ہو نوالے گن گن کر
کھاتے ہوا دھوری بھوک اور گالیاں
کپاس اگاتے ہو
اور تمہارے کپڑے پیوند لگے ہیں
تمہیں کیا ملتا ہے' عبدالکریم"   (آدھی روٹی اور پوری گالیاں)

انھوں نے مزدور اور نچلے طبقے کے لیے اپنے جذبات اور دکھ کا بیان یوں کیا:۔

"قدم قدم پر سسکتی عزت نفس
اور پھیلے ہوئے ہاتھوں کو دیکھتا ہوں
تو میری رگوں میں لہو کے بجائے
نفرت بہنے لگتی ہے
میں تمارے لئے کیا کرسکتا ہو' عبدالکریم" (میں تمہارے لیے کیا کرسکتا ہوں)

اسی امر میں ان کی نظمیں "میں سوچ رہا ہوں' عبدالکریم کچھ یاد ہے' کنیز فاطمہ سے محبت کی جاسکتی ہے' تم نہیں جانتے" وغیرہ اہم ہیں۔ضیاء الحسن نے نہ محض مزدوروں کی مشقت اور دکھ کا بیان کیا بلکہ انھوں نے مزدوروں کی بلند حوصلگی کو بھی موضوع بنایا۔

"عبدالکریم کے خون میں غلامی کا نشہ
کم ہونے لگا ہے
جب بھوک سے اس کا پہلا بچہ مرا
اس نے زمیندار کو گالی دی"

"اب اس کا تیسرا بچہ مرگیا
وہ کھیت کو آگ لگانے
اور جسم سے بم باندھنے کا
سوچ رہا ہے
اور زمیندار نے اپنے محافظوں کی تعداد میں اضافہ کر لیا ہے۔"

ضیاء الحسن نے "وجود" کے بڑے موضوع کو محبت کے امتزاج کے ساتھ اس طرح بیان کیا:۔

"میں اپنے وجود کے معنی کھو چکا ہوں
مجھے محبت کی تلاش ہے" (وجود کی تلاش)

ضیاء الحسن نے متعدد نثری نظمیں لکھ کر نہ محض ادب میں اضافہ کیا بلکہ اس صنفِ نظم کی مقبولیت میں بھی اپنا اہم کردار ادا کیا۔ضیاء الحسن کی نثری نظمیں مختصرہیں لیکن موثر اور معانی خیز ہیں۔ان کی مختصر نثری نظمیں اپنے میں گہری تاثیر سمیٹے ہوئے ہیں۔انھوں نے اپنی نظموں میں سادہ الفاظ سے قاری کے لیے بڑی معنویت آخز کرنے کے لیے شاعری کو آسان تر کرکے بیان کیا ہے۔مجموعی طور پر ان کی نثری نظمیں دلکش علامات' استعارات اور امیجز کا مرکب ہیں۔جو قاری کو نثری نظم سے اور معاشرے میں موجود متعدد سچائیوں سے آگاہ کرتی ہیں۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) شمیم حنفی، جدیدت اورنئی شاعری،(لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز،ایڈیشن اول،۲۰۰۸ء)، ۳۶ ۔

(۲) عزیز حامد مدنی،جدیداُردوشاعری،(کراچی: انجمن ترقی اُردو پاکستان، پہلی اشاعت،۱۹۹۴ء)،۴۱۳۔

(۳) یمنہ جمیل، بات بن جائے،(لاہور: اویس پبلشرز،ایڈیشن اول)،۶۔

(۴) ایضاً،۷۔

(۵) عزیز حامدمدنی، جدیداُردوشاعری،۴۱۰۔

(۶) نثار احمد قریشی،ترجمہ:روایت اورفن،(اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، طبع اول،۱۹۸۵ء)،۱۳۔

(۷) ضیاء الحسن،آدھی بھوک اورپوری گالیاں،(لاہور: ملٹی میڈیا افیئرز،اشاعت اول،۲۰۰۷ء)،۶۔

(۸) محمد فخر الحق نوری،نثری نظم (غیر مطبوعہ)

(۹) سعادت سعید،شناخت،(لاہور: مکتبہ نسیم،۲۰۰۷ء)،۸۔

(۱۰) ڈاکٹر تبسم کاشمیری،پرندے پھول،تالاب،(لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز،ایڈیشن اول،۱۹۹۶ء۔

(11) www.urduin.com/encyclopedia

(12) http://www.siasat.com/urdu/news

Refrences

1. Shamim Hanfi, *Jadeediet aur Nayi Shayari*, (Lahore: Sang-e-meel Publications, First Edition, 2008), p36.
2. Aziz Hamid Madni, *Jadeed Urdu Shayari*, (Karachi: Anjuman Taraqi Urdu Pakistan, First Edition, 1994), p413.
3. Yamna Jameel, *Baat Ban Jaye*, (Lahore: Awais Publishers, First Edition), p6.
4. ibid, p7.
5. Aziz Hamid Madni, *Jadeed Urdu Shayari*, p410.
6. Nisar Ahmed Qureshi, (trans.) *Rawayat aur Fun*, (Islamabad: Muqtad'da Qomi Zuban, First Edition, September 1985), p13.
7. Zia-ul-Hassan, *Adhi Bhook Aur Puri Gaaliyan*, (Lahore: Multimedia Affairs, First Edition, 2007), p6.
8. Muhammad Fakhur-ul-Haq Noori, *Nasri Nazm* (Unpublished)
9. Saadat Saed, *Shanakhat*, (Lahore, Muktaba Naseem, First Edition, 2007), p8.
10. Dr. Tabassum Kashmiri, *Parinday phool, Talab*, (Lahore, Sang-e-Meel Publications, First Edition, 1996).
11. www.urduin.com/encyclopedia
12. http://www.siasat.com/urdu/news

❖❖❖